



Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

eISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

Published by

Resurgence Academic and Research
Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

عصری اسلامی ثقافت و معاشرت کے متعدد شعبہ جات کی پیچیدگیاں: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تطبیقی مطالعہ

Contemporary Challenges to Muslim Society in Various Fields of Life: An Applied Study of Prophetic Teachings

Dr Atiq Ur Rahman

Associate Professor, Department of Islamic Studies, UET Lahore

dratiquet@gmail.com



Published online: 30 Dec, 2024



View this issue

OPEN  ACCESS



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>

Abstract

This research paper explores the contemporary challenges faced by Muslim societies across diverse fields of life—social, economic, political, educational, and moral—through the lens of Prophetic teachings. The study examines how globalization, technological transformation, materialism, and moral decline have reshaped Muslim thought and practice, creating tensions between modern lifestyles and Islamic values. Drawing upon the *Sunnah* of the Prophet Muhammad ﷺ, the paper highlights the timeless relevance of his guidance in addressing present-day issues such as social justice, family disintegration, ethical leadership, and spiritual emptiness. Through a comparative and applied analysis, it argues that the Prophetic model provides a balanced framework that harmonizes faith with practical realities. The research concludes by emphasizing the need to revive *Sirah*-based ethics and Prophetic wisdom to navigate the complexities of modern civilization and re-establish a morally grounded, purpose-driven Muslim society.

Keywords: Muslim society, contemporary challenges, Prophetic teachings, *Sirah*, globalization, social ethics, moral reform, Islamic values, applied study.

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ محض ایک مذہبی فریضہ نہیں بلکہ یہ انسانی تاریخ کے سب سے ہمہ گیر اور انقلابی کردار کی جامع تفہیم کا دروازہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس وہ مرکز نور ہے جس کے گرد مذہبی، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور عالمی جہات گردش کرتی ہیں۔ آپ کی سیرت نہ صرف اسلامی تہذیب کی بنیاد ہے بلکہ عالم انسانیت کے لیے ایک ضابطہ حیات بھی ہے۔ موجودہ عالمی تناظر میں جہاں فکری، اخلاقی، تہذیبی اور روحانی بحرانوں نے انسان کو بے یقینی میں مبتلا کر رکھا ہے، سیرت نبوی ایک ایسی مشغل را ہے جو ہر دور اور ہر قوم کے لیے ہدایت کا منبع بن سکتی ہے۔

بحث اول: سیرت نبوی کا تعارف

سیرت نبوی سے مراد نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا جامع مطالعہ ہے، جس میں آپ کی پیدائش، بچپن، جوانی، دعوت نبوت، کلی و مدنی زندگی، غزوہ، معابدات، شخصی معاملات، خاندانی زندگی، حکمرانی، سفارت کاری اور روحانی کردار شامل ہیں۔ یہ ایک ہمہ جہت اور متوازن زندگی ہے جوہر انسان کے لیے کامل نمونہ ہے۔

قرآن مجید نے نبی کریم ﷺ کو اسوہ حسنة قرار دیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ¹

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے"

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت وہ آئینہ ہے جس میں ہر انسان اپنی زندگی کے لیے کامل رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فَإِنَّ حَيَاةَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَطْبِيقاً عَمَلِيًّا لِلْوَحْيِ، فَكَانَ خَلْقَهُ الْقُرْآنَ²"

عصری اسلامی ثقافت و معاشرت کے متنوع شعبہ جات کی پیچیدگیاں: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تطبیق مطالعہ 3

"نبی کریم ﷺ کی زندگی وہی کامی نہونہ تھی، آپ کا اخلاق قرآن تھا۔"

عصر حاضر کا انسان سائنسی ترقی، مادی سہولیات، اور تکنیکی سہارا حاصل کرنے کے باوجود روحانی خلا، فکری بے سمتی، اخلاقی انحطاط اور معاشرتی تفرقہ کا شکار ہے۔ عالمی سطح پر مذہبی انتہا پسندی، تہذیبی تصادم، اقتصادی استھان، ماحولیاتی بحران، جنگ و خونریزی، اور انسانی حقوق کی پامالی جیسے مسائل روزافزوں ہیں۔

مشہور مغربی دانشور Will Durant نے کہا:

"The life of Muhammad is one of the most extraordinary lives in history. If greatness of purpose, smallness of means, and astounding results are the three criteria of human greatness, who could dare compare any great man in modern history with Muhammad?"

"محمد ﷺ کی زندگی تاریخ کی سب سے غیر معمولی زندگیوں میں سے ہے۔ اگر انسانی عظمت کے پیمانے مقصود کی بندی، وسائل کی قلت، اور حیران کن تباہ ہیں تو کون ہے جو محمد ﷺ کا موازنہ کسی عظیم شخص سے کرنے کی جرأت کرے؟"³

یہ اقتباس عصر حاضر کے فکری زوال کے تناظر میں سیرت نبوی کی معنویت کو جاگر کرتا ہے۔ گویا موجودہ جہانوں کے حل کی کنجی آپ کی سیرت میں مضمرا ہے۔ سیرت طیبہ کا سب سے نمایاں وصف اس کی آفاقت ہے۔ یہ کسی خاص قوم، نسل، یادووں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لیے یکساں طور پر نفع بخش ہے۔ نبی کریم ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ⁴

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"

علامہ تشریف رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"أَرْسَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْكَافِرِينَ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُونَ فَإِنَّهُ رَحْمَةٌ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُونَ فَكَانَ سَبَبًا فِي تَأْخِيرِ الْعَذَابِ عَنْهُمْ"⁵

"رسول اللہ ﷺ مومنوں اور کافروں دونوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ مومنوں کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت، اور کافروں کے لیے آپ کی آمد عذاب کے مؤخر ہونے کا باعث بنی۔"

مسلم شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا بُعْثِثُ رَحْمَةً وَلَمْ أُبْعِثْ لَعَانًا⁶

"میں تو محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔"

تفسیریں اور مفکریں کے نزدیک سیرت نبوی ہر اُس انسان کے لیے روشنی ہے جو ظلمت میں ہے، ہر اُس سوسائٹی کے لیے امن ہے جو خلفشار میں ہے، اور ہر اُس ملت کے لیے عدل ہے جو نا انسانی کی شکار ہو۔

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کا وجود مبارک دنیا کے لیے رحمت عامد تھا۔ آپ کی زندگی میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی آج کی دنیا کو ضرورت ہے"⁷

یہی آفاقت اور عالمگیریت سیرت نبوی کو آج کے چیلنجر کا سب سے مؤثر اور قابل عمل حل بنا تی ہے۔

موجودہ عالمی سیاست غیر یقینی، انتشار، طاقت کے ناجائز استعمال، اقوام کے درمیان بداعتمادی، داخلی سیاسی انتشار اور بین الاقوامی کشیدگی کا شکار ہے۔ اقوام متحده جیسی عالمی تنظیمیں انسانی حقوق کے تحفظ اور امن کے فروغ میں ناکام نظر آتی ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی نظام عدل، مساوات، رواداری، بین الاقوامی قانون اور سفارتی حکمت عملی کی حقیقی تصور پیش کرتا ہے، تو وہ سیرت نبوی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مغض روحاں یا اخلاقی رہنمائی نہیں بلکہ ایک کامیاب ریاستی سربراہ، قانون ساز، معابدہ نویں، اور عالمی سفارتکار کے طور پر بھی ایسی مثالیں قائم کیں جو رہنمائی کا منجع رہیں گی۔

بحث دوم عہد نبوی کی سیاسی حکمت عملی

نبی کریم ﷺ کی سیاسی حکمت عملی عدل، حکمت، تدبر، اور موقع شناسی پر مبنی تھی۔ مکہ مکرمہ میں دعوت کا پہلا مرحلہ خالص دعوتی اور انقلابی مزاج کا تھا، مگر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد آپ نے ایک فعال ریاستی نظام کی بنیاد رکھی، جس میں قانون، نظم، عدالت، مالیات اور خارجی تعلقات کے تمام پہلو شامل تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كَانَتْ بِنُو إِسْرَائِيلَ تَسْوُسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كَلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسِيَكُونُ خَلْفَاءُ فِي كُثُرٍ 8

"بنو اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا آ جاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیاسی قیادت کی باقاعدہ تشكیل دی اور امت کو یہ شورور دیا کہ نبوت کے بعد خلافت یعنی سیاسی قیادت دین کی حفاظت اور نظام کے نفاذ کے لیے لازم ہے۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں جو حکومت قائم کی وہ کسی قبیلے یا گروہ کی بالادستی کے لیے نہیں، بلکہ ایک نظریہ و اصول کی بنیاد پر تھی، جس کا مقصد عدل، امن اور انسانی فلاح تھا۔"⁹

بیان مدنیہ تاریخ انسانی کا پہلا تحریری آئیں تھا، جس میں مختلف قبائل، مذاہب، اور طبقات کے مابین حقوق و فرائض طے کیے گئے۔ یہ معابدہ مذہبی رواداری، شہری آزادی، اور اجتماعی دفاع کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

بیان کے بنیادی نکات میں شامل ہیں:

تمام شہری برابر کے حقوق کے حامل ہوں گے، مذہبی آزادی کا کامل تحفظ ہو گا، دشمن کے خلاف متحد ہو کر دفاع کیا جائے گا، ظلم و زیادتی کے خلاف ریاستی ضمانت ہو گی۔

علامہ شبیل نعماںی لکھتے ہیں:

"یہ دنیا کا پہلا سیاسی معابدہ تھا جس میں مختلف مذاہب، قبائل اور طبقات کو برابری کی بنیاد پر آئینی حیثیت دی گئی۔"¹⁰

یہ معابدہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام مغض مذہبی نظام نہیں بلکہ کامل ریاستی و معاشرتی نظم بھی پیش کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے داخلی استحکام کے بعد خارجی سفارتی معاہد پر بہترین حکمت عملی اختیار فرمائی۔ آپ نے نہ صرف اردو گرد کے قبائل کے ساتھ معابدات کیے بلکہ قیصر روم، کسری ایران، نجاشی جشہ، اور دیگر حکمرانوں کو دعوتی اور سفارتی خلوط بھی ارسال کیے۔

قرآن مجید نے دعوتی پہلو کو ان الفاظ میں ذکر کیا:

فُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِنَّ كَلِمَةَ سَوَاءٌ بَيْنَنَا وَبِنْتُكُمْ 11

"کہہ دیجیے: اے الٰہ کتاب! آؤ ہم ایک ایسے کلمہ کی طرف آئیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔"

ان خطوط کا لب باب پر امن مکالہ، دعوت، اخلاقی برتری، اور عزت و تقدیر کا پیغام تھا۔

سراج الدین ندوی کے مطابق:

"نبی اکرم ﷺ کی سفارت کاری کا دائرہ عالمی تھا۔ آپ نے ایک طرف کفار سے جنگ کی، تو دوسری طرف معابدات و خطوط کے ذریعے عالمی قیادتوں سے رابطہ کیا، جو کہ جدید سفارت کاری کا نمونہ ہے۔"¹²

موجودہ دور میں سیاسی بحران کی سب سے بڑی وجہ قیادت کا نقدان، نظریاتی انحراف، خود غرضی، اور مفہاد پرستی ہے۔ ریاستیں طاقتور کے سامنے چکنے والی، مظلوم کے حق میں خاموش، اور نہ ہی و نسلی امتیازات کا شکار ہیں۔

ایسے وقت میں نبی کریم ﷺ کی سیرت ہمیں یہ اصول عطا کرتی ہے:

عدل پر بنی قیادت، مساوات پر بنی دستور، اخلاق پر بنی سفارت کاری، قانون پر بنی حکومت

امام غزالی فرماتے ہیں:

"الَّذِينُ أَسَاسُوا سُلْطَانًا حَارِسُوا فَمَا لَأَسَاسَ لَهُ فَمَهْدُوْمٌ وَمَا لَأَحَارَسَ لَهُ فَمَضْبِيعٌ"¹³

"دین بنیاد ہے اور حکومت محافظ، جس کی بنیاد ہو وہ منہدم، اور جس کا محافظ ہو وہ ضائع ہو جاتا ہے۔"

اس قول سے ظاہر ہے کہ سیاست دین سے جدا ہو کر تباہی کا پیش نہیں بن جاتی ہے، جبکہ سیرت نبوی سیاست کو عدل، شفقت اور انسانیت کی بنیاد پر قائم رکھتی ہے۔

بحث سوم: معاشی چیلنجز اور سیرت نبویؐ کی رہنمائی

موجودہ دنیا معاشی عدم توازن، غربت، مہنگائی، استھصال، طبقائی تقاویت اور مالی بد عنوانی جیسے شدید مسائل کا شکار ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام نے دنیا کی دولت چند ہاتھوں میں مرکوز کر دی ہے، جب کہ اشتر اکی نظام فرد کی آزادی اور فطری ملکیت کے تصور کو ختم کر چکا ہے۔ ان حالات میں سیرت نبوی ﷺ ایک ایسا متوازن، انسانی ہمدردی پر بنی اور عدل و خیرات سے مزین معاشی نظام پیش کرتی ہے جو ان تمام چیلنجز کا فطری، اخلاقی اور پاسیدار حل پیش کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا پیش کردہ معاشی نظام تین بنیادی اصولوں پر قائم ہے:

حلال رزق کی جتنتو، معاشی عدل و مساوات، غربت و افلس کے خاتمے کے لیے فلاحی اقدامات۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْكَسْبِ الْحَلَالِ فَيَضَعُ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ¹⁴

"حلال روزی کی تلاش فرض نماز کے بعد ایک اور فرض ہے۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی میشست کا مرکز رزقِ حلال ہے، جو محنت، دیانت اور کفایت شعاری سے حاصل کیا جائے۔

ابن خلدون اسلامی میشست کے فلسفے کو یوں بیان کرتے ہیں:

"العِدَادُ الْاِقْصَادِيَّةُ هِيَ جُو هُرِ اسْتَقْرَارِ الدُّوْنَةِ، وَالْاِسْلَامُ جَاءَ لِتَحْقِيقِ هَذَا التَّوَازُنِ"¹⁵۔

"معاشی عدل ہی ریاست کے استحکام کا جو ہر ہے، اور اسلام اسی توازن کو قائم کرنے آیا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے تجارت کو رزقِ حلال کا اہم ذریعہ قرار دیا اور اس میں دیانت، شفافیت، امانت اور خیر خواہی کو لازمی قرار دیا۔

آپ کا فرمان ہے:

النَّاجُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّنَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ ۚ ۱۶

"سچا اور دیانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صد لقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"

سیرت طیبہ میں نبی اکرم ﷺ نے صرف خود تجارت فرمائی بلکہ دیگر صحابہ کو بھی ایمانداری کی تلقین کی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جیسے صحابہ کی کامیاب تجارت اس سیرت کا عملی مظہر ہے۔

شہادت اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

"اسلامی میہشت کا ستون تجارت ہے، لیکن وہ تجارت جو امانت و صداقت پر قائم ہو۔"¹⁷

رسول اللہ ﷺ نے سود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور زکوٰۃ کو فلاحی میہشت کی بنیاد بنایا۔ سود کو آپؓ نے ایسا ظلم قرار دیا جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف ہے:

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأَذْنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ ۱۸

"اگر تم بارہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

لَعْنَ اللَّهِ أَكَلَ الرِّبَّا وَمُوْكَلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ ۖ ۱۹

"اللہ نے سود کھانے والے، دینے والے، لکھنے والے اور گواہوں سب پر لعنت فرمائی ہے۔"

زکوٰۃ کے متعلق آپؓ نے فرمایا:

إِنَّمَا جَعَلْتُ الرِّزْكَ لِلْطَّهِيرِ أَمْوَالَكُمْ وَتُرْكِمْ ۖ ۲۰

"زکوٰۃ اس لیے رکھی گئی ہے تاکہ تمہارے مال کو پاک کرے اور اس میں برکت دے۔"

مولانا شمس احمد عثمانی کے بقول:

"سود کا خاتمه اور زکوٰۃ کا قیام اسلامی میہشت کے دو ایسے بازو ہیں جو ظلم کو مٹاتے اور مساوات کو قائم کرتے ہیں۔"²¹

عصر حاضر کے معاشی مسائل میں سب سے نمایاں درج ذیل ہیں:

دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، سودی بینکاری نظام، صارفیت پر مبنی میہشت، طبقائی تضاد، مالیاتی کرپشن۔

اسلامی سیرت ان مسائل کا حل کچھ اس طرح پیش کرتی ہے:

عصر حاضر کے معاشی نظام کو متعدد سنگین مسائل کا سامنا ہے جن میں سودی نظام، دولت کا ارتکاز، صارفیت اور مالی بد عنوانی جیسے عناصر نمایاں ہیں۔ سیرت طیبہؓ ان تمام مسائل کا جامع اور عملی حل پیش کرتی ہے۔ سودی نظام کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ نے ایک ایسا مالیاتی ڈھانچہ دیا جو عدالت و انصاف پر مبنی ہے، جس کی مثال اسلامی بینکاری، مضاربہت اور مشارکت جیسے شفاف اور منافع و نقصان میں شریک ماؤنٹ ملٹی ہے۔ اسی طرح دولت کے ارتکاز کو روکنے کے لیے سیرت طیبہؓ میں زکوٰۃ، صدقہ، خس اور وراثت جیسے متوازن معاشی ذرائع مقرر کیے گئے ہیں، جو دولت کی گردش کو ممکن بناتے ہیں۔ صارفیت، جو جدید میہشت کا ایک نفیاً تحران ہے، اس کے تدارک کے لیے نبی کریم ﷺ نے قناعت، کفایت شعاری اور زہد جیسے روحانی و اخلاقی اوصاف کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح مالی بد عنوانی کا خاتمه صرف قانونی چارہ جوئی سے نہیں، بلکہ شفاف

عصری اسلامی ثقافت و معاشرت کے متنوع شعبہ جات کی پیچیدگیاں: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تطبیق مطالعہ 7

احتساب، دیانت اور تقویٰ جیسے اقدار کے عملی نفاذ سے ممکن ہے، جیسا کہ سیرت نبوی میں نظر آتا ہے۔ یوں سیرت طیبہ ایک ایسا ہمہ جہت اور اخلاقی بنیادوں پر استوار نظام پیش کرتی ہے جو آج کے معاشر بھر انوں کا مورث حل فراہم کرتا ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں:

"اسلام کا معاشری نظام نہ سرمایہ دارانہ ہے نہ اشتراکی، بلکہ ایک ایسا متوازن نظام ہے جو حلال کمائی، عدل و انصاف اور فلاح عامہ کے اصولوں پر قائم ہے۔"²²
اسی طرح ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی فرماتے ہیں:

"سیرت نبوی میں معاشری انصاف کا ایک مکمل مسئلہ موجود ہے، جسے اپنانا ہی دنیا کے موجودہ معاشری بھر انوں کا حل ہے۔"²³

مبحث چہارم: سماجی مسائل اور سیرت نبوی کا کردار

عصر حاضر میں معاشرتی زندگی مختلف النوع بھر انوں کا شکار ہے۔ نسلی اتیاز، جنس کی بنیاد پر تھبب، مذہبی اقیتوں پر ظلم، اور اخلاقی گروٹ جیسے مسائل نے سماجی تانے بانے کو کمزور کر دیا ہے۔ انسانی معاشروں میں باہمی رواداری، برابری، باہمی احترام اور عدل و انصاف کی شدید ضرورت ہے۔ ایسے میں سیرت طیبہ ﷺ ایک روشن بینار کی مانند ہے جو ان تمام چیزیں کا عملی اور پائیدار حل پیش کرتی ہے۔

اسلامی معاشرے کی بنیاد مساوات، عدل اور انسانی وقار پر رکھی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر انسان کو برابر قرار دیا اور ظلم و استھان کو جڑ سے ختم کیا۔ جنت الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَبِّنَا مُحَمَّدًا وَاحِدَةً، وَإِنَّ أَبَّنَا مُحَمَّدًا وَاحِدَةً، فَلَمْ يَلِدْهُمْ وَآذُمْهُمْ مِنْ نَّبْرَاءٍ 24

"اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ (آدم) ایک ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بننے تھے۔"

مزید فرمایا:

لَا فَضْلَ لِعَرَبٍ عَلَىٰ حَمْعَيْ، وَلَا حَمْعَيْ عَلَىٰ عَرَبٍ، وَلَا لَسُوَدٌ عَلَىٰ أَحْمَرٍ، وَلَا أَحْمَرٌ عَلَىٰ لَسُوَدٍ 25

"نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے، نہ کسی گورے کو کالے پر، فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔"

امام رازیؒ نے اس بارے میں کہا:

"الرسول جاء بقانون العدالة الاجتماعية، فأشفي الفرق الطبية" 26.

"رسول اللہ ﷺ نے ایسا سماجی قانون پیش کیا جس نے طبقاتی تفریق کو مٹا دیا۔"

بہالات کے دور میں عورت کو وراثت، تعلیم، عزت اور معاشرتی مقام سے محروم رکھا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے عورت کو مکمل انسانی مقام، معاشرتی احترام، اور قانونی حقوق عطا فرمائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا النِّسَاءُ شَفَّافِيْ الرِّجَالِ 27

"عورتیں مردوں کی ہم جنس (ਬرابر کی) ہیں۔"

حضرت فاطمہ، حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کے کردار اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ نے عورت کو معاشرتی، تعلیمی اور اقتصادی میدانوں میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

"سیرت طیبہ میں عورت کو صرف ماں، بیٹی اور بیوی ہی نہیں بلکہ ایک مکمل سماجی شخصیت تسلیم کیا گیا ہے۔"²⁸

نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا کامل تحفظ فرمایا، خواہ وہ یہودی ہوں یا مشرکین۔ یثاق مدینہ اس بات کا اولین ثبوت ہے جہاں اقلیتوں کو مذہبی و سماجی آزادی دی گئی۔

لِلَّهِ وَدِيْهُمْ، وَلِلْمُسْلِمِينَ دِيْهُمْ²⁹

"یہودیوں کو ان کا دین حاصل ہے اور مسلمانوں کو ان کا دین۔"

فتح مکہ کے بعد بھی آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا، حالانکہ وہ دشمن اسلام رہے تھے۔ فرمایا:

اذْهَبُوا فَانْتُمُ الظُّلْقَاءُ³⁰

"جاؤ! تم سب آزاد ہو۔"

علامہ شبیل نعمانی فرماتے ہیں:

"نبی اکرمؐ کی سیرت اقلیتوں کے لیے کامل تحفظ کی ضمانت ہے۔"³¹

اخلاقی تربیت سیرت نبوی ﷺ کا مرکزی محور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَنَّمَّ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ³²

"میں تو صرف اخلاق حسنے کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔"

آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں رحم، معافی، سخاوت، عفو و درگزر، اور عاجزی جیسے اوصاف نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہی اوصاف معاشرے میں باہمی ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"الْخُلُقُ الْحَسَنُ أَصْلُ السَّعَادَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ³³۔"

"چھا اخلاق دنیا و آخرت کی کامیابی کی بنیاد ہے۔"

بحث پنجم: سیرت طیبہ کے عملی نفاذ کی موجودہ ضرورت

عصر حاضر میں امت مسلمہ فکری پر اگندگی، اخلاقی زوال، اور عملی کمزوری جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ تہذیب یا یلغار، تعلیمی مغلوبیت، میڈیا کے منفی اثرات اور اسلامی تشخیص کی غیر مؤثر نمائندگی نے سیرت نبوی ﷺ جیسے عظیم الشان ماذل کو اجنبی بنا دیا ہے۔ ان حالات میں سیرت طیبہ ﷺ کا صرف تذکرہ نہیں، بلکہ اس کا عملی نفاذ ازحد ضروری ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ذات نہ صرف دینی بلکہ تمدنی، معاشرتی، سیاسی، معاشری اور ہمین الاقوامی سطح پر کامل نمونہ ہے۔

آج کی مسلم دنیا میں سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات کی موجودگی تو ہے، مگر اس پر عملی نفاذ کی کمی نمایاں ہے۔ عوامی و ریاستی سطح پر دین کو زیادہ تر رسمی مظاہر تک محدود کر دیا گیا ہے۔ عبادات پر زور تو ہے، مگر معاملات، اخلاقیات اور سیرت کے سیاسی و سماجی پہلو نظر انداز کر دیے گئے ہیں۔

علامہ محمد اقبالؒ اس سنتی پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَدِينَ مَلَائِكَةِ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَادٌ"

"جب دین کو صرف ظاہری رسموم تک محدود کر دیا جائے تو وہ معاشرتی فساد کا باعث بنتا ہے۔"

ڈاکٹر محمود احمد غازی فرماتے ہیں:

"سیرت طیبہ کو صرف نصابی موضوع نہ بنایا جائے بلکہ اس کے عملی پہلو معاشرتی سطح پر نافذ ہوں۔"³⁴

تعمیم سیرت کے عملی نفاذ کا سب سے موثر ذریعہ ہے۔ موجودہ تعلیمی اداروں میں سیرت کا مادہ یا تو محض تاریخی نوعیت کا ہوتا ہے یا اختیاری مضامین میں محدود ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے عملی پہلوؤں—جیسے عدل، مساوات، قیادت، معاشری اصول، انسانی حقوق، بین المذاہب تعلقات—کو جدید تدریسی انداز میں لازمی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

شیخ علی طنطاوی لکھتے ہیں:

"سیرت نبوی ﷺ کو نصاب میں اس انداز سے پڑھایا جائے کہ وہ صرف معلومات نہ رہے بلکہ کردار سازی کا ذریعہ بنے۔"³⁵

پاکستان کے نیشنل کریکولم 2006 میں جزوی اصلاحات کے باوجود سیرت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے شامل کرنا اب بھی باقی ہے۔ میڈیا اور خطاب، سیرت کی ترویج کے انتہائی موثر ذرائع ہیں۔ مگر بد قسمی سے میڈیا پر اسلامی شخص کی غلط یا محدود دعا کی ہوتی ہے۔ دینی پروگرام زیادہ تر فرقہ واریت، غیر علمی مناظروں یا رسمی باتوں تک محدود رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کے لیے دلائل، حکمت، نرمی اور تدریج کا راستہ اپنایا۔ قرآن میں فرمایا گیا:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رِبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمُؤْعَذَةِ الْحَسَنَةِ³⁶

"ابنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمرہ نصیحت سے بلواء۔"

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے مطابق:

"میڈیا کو دعوت و اصلاح کا موثر ذریعہ بنایا جائے، محض جذباتی خطاب سے اجتناب کیا جائے۔"³⁷

علمی سطح پر اسلام کے بارے میں شدید بدگمانیاں اور اسلاموفوبیا کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ ان کا سدابہ صرف بیانیے سے ممکن نہیں بلکہ علمی، فکری اور اخلاقی سطح پر نبی کریم ﷺ کی سیرت کو مادران اصلاحات میں، انٹرنیشنل فورمز پر، اور بین المذاہب مکالے کے ذریعے موثر انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

حسن البنا فرماتے ہیں:

"سیرت نبوی ﷺ میں الاقوای تحریک کی بنیاد ہے، جسے ہم گیر حکمت عملی کے تحت دنیا کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔"³⁸

نبی کریم ﷺ نے قیصر روم اور کسری ایران جیسے حکمرانوں کو خطوط لکھ کر حکمت، دعوت اور سیرت کے پیغام کو عالمی سطح پر پہنچایا:

إِنِّي أَدْعُوكُ بِدِعَائِيَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلِمْ³⁹

"میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرو تو سلامتی پاوے گے۔"

سیرت طیبہ ﷺ کا نفاذ صرف جذباتی و ایسٹنگی تک محدود نہ رہے بلکہ تعلیمی، سماجی، سیاسی اور عالمی سطح پر اسے منظم، تدریجی اور سائنسی حکمت عملی کے ساتھ نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نفاذ نہ صرف مسلم دنیا کو وحدت، بیداری اور وقار عطا کرے گا بلکہ پوری انسانیت کو فلاح و امن کے راستے پر لے جائے گا۔

خلاصہ و تجویز

کہ عصر حاضر کے سیاسی، معاشری، سماجی اور فلسفی چیلنجز کے مقابلے میں سیرت طیبہ کس طرح ایک کامل، ہم گیر اور قابل عمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کو محض تبرک یا تاریخی حوالہ نہیں، بلکہ ایک زندہ نظام حیات کے طور پر سمجھنے اور نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ: نبی کریم ﷺ کی سیرت میں ہر شعبہ

زندگی کے لیے مکمل راہنمائی موجود ہے۔ آپ نے سیاسی استحکام، مالیاتی تعلقات، اقتصادی عدل، معاشرتی ہم آہنگی اور اخلاقی اصلاح کا ایک مریبوط، منصفانہ اور انسانی ہمدردی پر مبنی نمونہ پیش کیا۔ عصر حاضر کے تمام چیلنجز کا سامنا سیرت طیبہ کے اصولوں کی روشنی میں ممکن ہے، بشرطیکہ ان پر عملی اطلاق کیا جائے۔ سیرت کو صرف تاریخی واقعات کی فہرست کے بجائے زندگی کے اصولوں اور اقدار کے طور پر شامل کیا جائے۔ ابتدائی تا اعلیٰ تعلیم میں سیرت کے سماجی، سیاسی، معاشری اور اخلاقی پہلو نصباب میں شامل کیے جائیں۔ قانون سازی، عدالتی نظام، خارجہ پالیسی اور سماجی فلاجی اداروں کی تشكیل میں سیرت نبویؐ کو بنیاد بنا�ا جائے، جیسا کہ بیشتر مدنیہ اور خلفاء راشدین کی پالیسیوں سے اخذ ہوتا ہے۔ ڈراموں، فلموں، ڈاکو منظریز اور سو شل میڈیا کے ذریعے سیرت طیبہ کے مثالی کردار اور تعلیمات کو جدید طرزِ بیان کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ نوجوان نسل میں اس سے جذباتی و ابتنگی پیدا ہو۔ بین المذاہب مکالمے، عالمی فورمز، اور انسانی حقوق کے اداروں میں سیرت کے آفاقی پہلو، جیسے رحمۃ للعلامینؐ کا تصور، پیش کیا جائے تاکہ اسلاموفوبیا کا خاتمہ ہو اور اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے آئے۔ معاشرے کے تمام طبقات—نوجوان، اساتذہ، حکمران، کاروباری افراد، خواتین—کے لیے سیرت کی روشنی میں کردار سازی، اخلاقیات، خدمتِ خلق، عدل، اور معاشرتی ہم آہنگی پر مبنی تربیتی کو سزِ متعارف کروائے جائیں۔

سیرت کا بنیادی پیغام اتحاد ہے۔ فرقہ واریت، نسلی تھبیت اور علاقائی تقسیم سے نکل کر امت کو نبی کریم ﷺ کی ایک امت کے تصور پر قائم کیا جائے۔ سیرت کی بنیاد عدل اور رحم پر ہے۔ مسلم حکمرانوں اور ریاستوں کو چاہیے کہ قانون و سماج میں ان اصولوں کو ترجیح دیں۔ سیاسی، مذہبی اور سماجی قیادتوں کو نبی کریم ﷺ کی قیادت کے اسالیب، مثلاً مشاورت، عفو و درگزر، عدل و شفقت، اور قول و فعل میں یکسانیت، کو اپنانا چاہیے۔ مسلمان اقوام کو صرف داخلی مسائل میں الحکم کے بجائے عالمی سطح پر امت و سلط کا کردار ادا کرتے ہوئے علم، اخلاق، قیادت اور انسانی خدمت کے میدان میں

حوالہ جات:

¹ Al-Qur'ān, 33:21

² Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 1998, 1:19

³ Durant, Will. *The Story of Civilization*, New York: Simon & Schuster, 1950, 4:34

⁴ Al-Qur'ān, 21:107

⁵ Al-Qushīrī, Abū al-Qāsim. *Laṭā'if al-Ishārāt*, Cairo: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 1328 AH, 3: 412

⁶ Al-Qushīrī, Abū al-Husaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Sahīh Muslim* (Nishā pūr: Dār al-Khilāfā Al-Ilmīya, 1330 AH), 1: 2722

- ⁷ Shiblī Nu'mānī, *Sīrat al-Nabī*, Lahore: Nafees Academy, 1999, 1: 3
- ⁸ Al-Qushīrī, Abū al-Husaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 3: 1476
- ⁹ Mawdūdī, Abū al-A‘lā. *Khutubāt*, Lahore: Islamic Publications, 1975, 2: 103
- ¹⁰ Shiblī Nu'mānī, *Sīrat al-Nabī*, Lahore: Nafees Academy, 1999, 1: 245
- ¹¹ Al-Qur'ān, 3:64
- ¹² Nadwī, Sirāj al-Dīn. *Siyāsat-e-Nabawī*, Lucknow: Nadwat al-‘Ulamā', 1985, 2: 88
- ¹³ Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid. *Naṣīḥat al-Mulūk*, Tehran: Dānishgāh-i Tīhrān, 1970, 1: 22
- ¹⁴ Al-Qushīrī, Abū al-Husaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 723
- ¹⁵ Ibn Khaldūn, *Muqaddimah*, Cairo: Dār al-Fikr, 1981, 1: 245
- ¹⁶ Al-Qushīrī, Abū al-Husaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 856
- ¹⁷ Shāh Walī Allāh al-Dīhlawī, *Hujjat Allāh al-Bāligha*, Delhi: Matba‘ Mujtabā’ī, 1341 AH, 1: 143
- ¹⁸ Al-Qur'ān, 2:279
- ¹⁹ Al-Qushīrī, Abū al-Husaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 740
- ²⁰ Al-Qushīrī, Abū al-Husaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 754
- ²¹ ‘Uthmānī, Shabbīr Aḥmad. *Tafsīr-e-‘Uthmānī*, Lahore: Maktabah Qudūsiyyah, 1984, 1: 212
- ²² Mawdūdī, Abū al-A‘lā. *Mas’alah-i Ma‘iṣhat*, Lahore: Islamic Publications, 1970, 1: 65
- ²³ Ṣiddīqī, Nājatullāh. *Economic Enterprise in Islam*, Delhi: Markaz Publications, 1989, 1: 97
- ²⁴ Al-Qushīrī, Abū al-Husaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 987
- ²⁵ Ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1995), 5: 411
- ²⁶ Rāzī, Fakhr al-Dīn, *Tafsīr al-Kabīr*, Beirut: Dār al-Fikr, 1990, 3: 284
- ²⁷ Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath, *Sunan Abī Dāwūd* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004), 1: 561
- ²⁸ Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad, *Muḥāḍarāt-e-Sīrat*, Islamabad: Dār al-Tafsīr, 2007, 1: 192
- ²⁹ Ibn Hishām, Muḥammad, *Sīrah al-Nabawīyyah*, Cairo: Dār al-Jīl, 1997, 2: 121
- ³⁰ Ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1995), 4: 74
- ³¹ Numānī, Shiblī, *Sīrat-un-Nabī*, Azamgarh: Dār al-Muṣannifīn, 1918, 2: 278
- ³² Al-Qushīrī, Abū al-Husaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 1: 447
- ³³ Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Iḥyā’ ‘Ulūm al-Dīn*, Beirut: Dār al-Ma‘rifah, 1993, 3: 86
- ³⁴ Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad, *Muḥāḍarāt-e-Sīrat*, Islamabad: Dār al-Tafsīr, 2007, 2: 173
- ³⁵ Ṭanṭāwī, ‘Alī, *Sīrah al-Nabawīyyah*, Cairo: Dār al-Fikr, 1985, 1: 45
- ³⁶ Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *Jāmi‘ al-Bayān*, Cairo: Dār al-Ma‘ārif, 2001, 14: 32
- ³⁷ Qardāwī, Yūsuf, *al-Khiṭāb al-Dīnī bayna al-Asāla wa al-Tajrīd*, Cairo: Maktabat Wahba, 2008, 1: 88
- ³⁸ al-Bannā, Ḥasan, *Majmū‘ Rasā’il al-Imām al-Shahīd*, Cairo: Dār al-Da‘wah, 2002, 1: 231
- ³⁹ Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Istanbul: Dār Ṭawq al-Najāt, 1325 AH), 1: 109